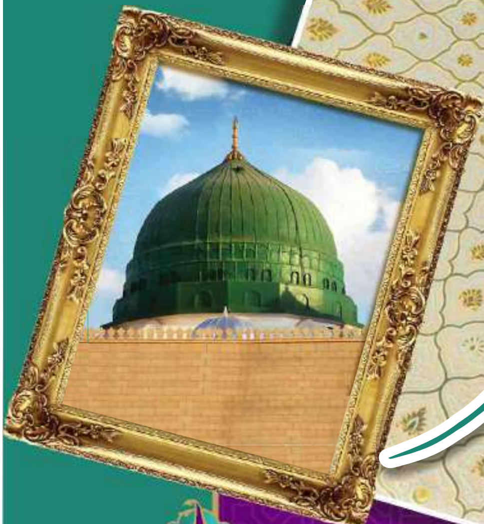

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

# فیضانِ نظر

تصنیف


فقیہ العصر بقیۃ السلف حضرت علامہ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم العالیہ

آستانہ عالیہ محمد پورہ شریف، فیصل آباد


تحریک تبلیغ الاسلام انٹرنیشنل

tablighulislam

PyaareNabiKiBaatain

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام علے من لانبی بعده'

امابعد! سیدنا ابن عمر صحابی رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: اقتلوا الحيات واقتلوا اذاالطفيتين والابتر فانهما يطمسان البصر ويستسقطان الحمل . ﴿صحیح بخاری، صحیح مسلم، مشکوٰۃ ص ۳۶۰﴾

یعنی سانپوں کو قتل کردو اور وہ سانپ جس کی پشت پر دوخط ہوں اور ابتر سانپ کو بھی قتل کردو کیونکہ یہ دونوں سانپ انسان کو اندھا کردیتے ہیں۔اور حمل گرادیتے ہیں۔

سبحان اللہ اگر اللہ تعالیٰ سانپ کی نظر میں یہ تاثیر پیدا کرسکتا ہے کہ جس کی نظر کے ساتھ اس سانپ کی نظر مل جائے وہ اندھا ہوجائے اور اگر سانپ حاملہ عورت کی طرف دیکھے تو اس کا حمل گر جائے تو کیا اللہ تعالیٰ کسی ولی کی نظر میں ایسی تاثیر پیدا نہیں کرسکتا کہ وہ جس کی طرف نظر مبارک سے دیکھ لیں اس کی حقیقت ہی بدل

جائے جیسے کہ مندرجہ ذیل واقعات میں آ رہا ہے۔

مگر افسوس ایسے لوگوں پر جو سانپ کی نظر کو تو مان لیتے ہیں مگر ولی کی نظر کو ہرگز نہیں مانتے۔ بلکہ وہ کتابوں میں لکھتے ہیں کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ہی ایسے لوگوں کو ہدایت عطا کرے کہ وہ شان ولایت کو دیکھ سکیں۔

واللہ تعالیٰ الموفق وھو نعم الوکیل.

چند واقعات تحریر کئے جاتے ہیں امعان نظر سے پڑھیں اور اپنا قبلہ درست کریں۔

عارف رومی قدس سرہٗ نے فرمایا:

گر تو سنگ وصخرہ ومرمر شوی چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی

یعنی اے بندے اگر چہ تو سخت پتھر یا سنگ مرمر ہو تو تجھ پر اگر کسی اللہ والے کی نظر پڑ گئی تو تو سچا موتی بن جائے گا۔

## واقعہ ۱

مولانا حمید الدین بنگالی اپنے ملک بنگال سے باہر علم دین حاصل کرنے گئے ۔علم دین حاصل کرنے کے بعد اپنے وطن کو واپس جارہے تھے جب آگرہ پہنچے تو چونکہ مفتی آگرہ کے ساتھ ان کے کچھ مراسم تھے لہٰذا انہوں نے آگرہ پہنچ کر مفتی صاحب کے ہاں قیام کیا اور کہا کہ میں چند دن یہاں رہوں گا پھر آگے اپنے وطن بنگال جاؤں گا تو بنگالی صاحب نے چند دن مفتی صاحب کے ہاں قیام کیا حسن اتفاق کہ سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی سرہندی قدس سرہٗ بھی آگرہ تشریف لائے ہوئے تھے۔مولانا حمید الدین بنگالی چونکہ امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بد اعتقاد تھے لہٰذا حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کی آگرہ میں تشریف آوری کی خبر سن کو مولانا بنگالی نے اپنے وطن کو روانگی کا پروگرام بنایا تو مفتی آگرہ نے مولانا بنگالی سے دریافت کیا کہ آپ اتنی جلدی کیوں تیار ہو گئے ۔مولانا بنگالی

نے بتایا شیخ سرہندی چونکہ یہاں قریب ہی آ کر ٹھہرے ہوئے ہیں
اور میں ان سے ملنا نہیں چاہتا اسلئے جا رہا ہوں۔ مفتی صاحب نے
استفسار کیا مولانا آپ کیوں نہیں ملنا چاہتے وہ تو عالم دین بھی ہیں اور
بزرگ بھی ہیں۔ مولانا بنگالی صاحب نے کہا میرا دل ہی نہیں
چاہتا۔آخر کار مولانا بنگالی نے اپنا سامان اُٹھایا اور بنگال کی طرف
روانہ ہو گئے اور تین دن بعد بنگالی صاحب پھر آ گئے۔ مفتی صاحب
نے کہا مولانا کیا ہوا کہ آپ واپس آ گئے۔ مولانا بنگالی بولے میں آپ
کے ہاں ایک کتاب بھول گیا تھا وہ لینے آیا ہوں۔ مفتی صاحب نے
فرمایا تلاش کر لو۔ بنگالی صاحب اندر کتاب تلاش کر ہی رہے تھے کہ
کسی نے مفتی صاحب کو بتایا کہ حضرت امام ربانی دروازے پر
جلوہ افروز ہیں اور اندر آنا چاہتے ہیں۔ مفتی صاحب نے کہا مرحبا
تشریف لائیں۔ یہ سن کر مولانا بنگالی گھبرا گئے اور کہا میں کہاں جاؤں
مفتی صاحب نے فرمایا اسی جگہ کوٹھری میں چھپ کر بیٹھے رہو۔ پھر
جب سیدنا امام ربانی قدس سرہٗ اندر تشریف لائے تو مفتی صاحب

نے عرض کیا حضور کیسے تشریف لانا ہوا تو فرمایا ایک مسئلہ کے متعلق تبادلہ خیال کرنا ہے۔ مفتی صاحب نے عرض کیا حضور آپ سے کونسا مسئلہ پوشیدہ ہے فرمایا آخر آپ اس علاقہ کے مفتی ہیں لہٰذا تبادلہ خیال کرنے میں کونسا حرج ہے۔

﴿فقیر کا نظریہ یہ ہے کہ یہ ایک بہانہ تھا حقیقت میں وہ بحکم الٰہی مولانا بنگالی کو شکار کرنے آئے تھے﴾ اسی اثناء میں سیدنا امام ربانی قدس سرہ' کی نظر مولانا بنگالی کی نظر سے دوچار ہوگئی۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد جب سیدنا امام ربانی قدس سرہ' حجرہ سے باہر نکلے اور مفتی صاحب بھی الوداع کرنے کو نکلے تو مفتی صاحب نے دیکھا کہ مولانا حمید الدین بنگالی دست بستہ حضرت امام ربانی کے پیچھے جارہے ہیں اور زاروقطار رو رہے ہیں۔ مفتی صاحب نے تعجب کیا اور کسی کو فرمایا پیچھے جاؤ اور دیکھو بنگالی صاحب کہاں تک جاتے ہیں پھر اس نے آکر بتایا حضرت امام ربانی فلاں مکان میں جلوہ گر ہوگئے ہیں اور بنگالی صاحب دروازے پر کھڑے رو رہے ہیں۔ پھر

حضرت نے شفقت فرمائی اور مولانا بنگالی کو اندر بلالیا اور پھر سلوک مجددی طے کرانا شروع کردیا اور جب سلوک پورا ہو گیا اور مولانا بنگالی کو جانے کی اجازت مل گئی تو حضرت ایشاں قدس سرہٗ نے فرمایا دستار لاؤ تا کہ مولانا کی دستار بندی کی جائے یہ سن کر مولانا بنگالی نے عرض کیا حضور اگر تبرک عطا کرنا ہے تو آپ اپنا استعمالی جوتا مبارک عطا کر دیں آپ نے سمجھایا کہ کوئی اور چیز لے لو مگر وہ بار بار یہی عرض کرتے رہے کہ جوڑا مبارک عطا ہو جائے اور جب جوڑا مبارک عطا ہوا اور مولانا بنگالی روانہ ہوئے تو اس جوتا مبارک کو اپنے دانتوں میں دبائے براہِ ادب تین کوس پچھلے پاؤں چلتے گئے زاں بعد اس جوتا مبارک کو سر پر باندھا اور بنگال پہنچ گئے اور اپنے گھر میں ایک چبوترا بنایا اس پر وہ پاپوش مبارک بڑے ادب سے رکھ دیا اور جو کوئی بیمار یا دعا کا خواستگار آتا مولانا فرماتے پیالے میں پانی لاؤ اور آپ کے اس جوتا مبارک کی نوک اس پیالہ میں پھیر دیتے تو وہ مریض اللہ تعالیٰ کے فضل سے تندرست ہو جاتا اور اگر کسی کی قسمت میں شفا نہ ہوتی تو وہ پیالہ ٹوٹ

جاتا اور زندگی بھر یہ سلسلہ جاری رہا اور پھر جب مولانا بنگالی کا وصال ہوا تو وہ پاپوش مبارک ان کی وصیت کے مطابق ان کی قبر میں سر کی طرف ایک خاص جگہ رکھ دیا گیا۔

﴿ملفوظات خواجہ خواجگان غلام نبی للہی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۳۶﴾

فائدہ:

ایک ولی کے جوتے مبارک کا ادب کرنے سے مولانا حمید الدین بنگالی رحمۃ اللہ علیہ کا گھر باذن اللہ دار الشفا بن گیا اور جن کے وسیلہ سے ولی ، ولی بنتے ہیں ان کا ادب کرنے سے کیا کچھ عطا نہ ہو گا انشاء اللہ جنت ملے گی۔

اللھم ارزقنا ھٰذا بجاہ حبیبک الکریم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلےٰ الہ واصحابہ اجمعین .

## واقعہ ۲

میر پور آزاد کشمیر میں ایک گاؤں ہے بنام گوہڑہ سیداں ۔اس

گاؤں میں اکثر سادات کرام آباد ہیں۔

وہاں سے ایک سید صاحب نیک عالم شاہ صاحب نکلے اور دہلی پہنچے وہاں علم دین حاصل کیا۔ پھر کسی اللہ والے کے ہاتھ پر بیعت کی اور فقر وولایت کی منزلیں طے کیں۔ پھر کافی عرصہ کے بعد وہ واپس اپنے گاؤں گوہڑہ سیداں پہنچے تو دیکھا کہ اکثر سادات نے شیعہ مذہب اختیار کیا ہوا ہے جن میں ان کے چھوٹے بھائی شاہ رکن عالم بھی تھے۔

حضرت سید نیک عالم شاہ صاحب دیکھ کر کبیدہ خاطر ہوئے پھر گاؤں سے باہر ایک مسجد بنائی اور ایک حجرہ بنا کر اسی میں رہائش پذیر ہو گئے اور وہیں پر باہر سے لوگ بیعت ہوتے اور فیض حاصل کرتے۔ پھر کچھ عرصہ بعد حضرت سید نیک عالم شاہ صاحب بیمار ہو گئے اور مریدین خدمت کرتے رہے۔ اس بیماری کی حالت میں بھی حضرت نیک عالم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ قبلہ کی طرف پشت نہ کرتے بلکہ دائیں کروٹ روبقبلہ لیٹے رہتے اور مریدین ہاتھوں پر

اُٹھا کر سانس دلاتے۔ جبکہ چھوٹے بھائی شاہ رکن عالم جن کا شغل یہ کہ کتّے رکھے ہوئے ہیں جن سے شکار کرنے کا شوق پورا کرتے نہ نماز نہ روزہ، کچھ بھی نہیں۔

ایک دن شاہ رکن عالم اپنے کتوں کو لے کر شکار کے لئے نکلے اور جب بستی سے باہر نکلے تو کسی ہمسائے نے کہا شاہ جی آپ کو شکار کا شوق چڑھا ہوا ہے اور آپ کے بھائی دنیا سے رخصت ہونے والے ہیں۔ یہ سن کر شاہ رکن عالم واپس گھر کو لوٹے، کتوں کو گھر چھوڑا اور خود بھائی نیک عالم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد کی طرف گئے اور شاہ صاحب سے کچھ فاصلہ پر بیٹھ گئے۔ ایک مرید نے عرض کیا حضور آپ کے بھائی صاحب آئے ہیں یہ سن کر حضرت سید نیک عالم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کون بھائی ؟ ساری زندگی کسی بھائی بہن نے پوچھا تک نہیں تو اب آنے کا کیا فائدہ ؟۔

مرید بہت سمجھ دار تھا اس نے کہا حضور آپ تو فرما رہے ہیں کہ کوئی بھائی بہن نہیں لیکن لوگ تو کہتے ہیں کہ یہ شاہ صاحب کے

بھائی ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ آپ کی اولاد تو ہے نہیں تو ہم لوگ آپ کے بعد کس کے پاس آیا کریں گے۔ یہ سن کر حضرت نیک عالم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا رکن عالم کو بلاؤ۔ مرید نے اشارہ کیا تو رکن عالم شاہ قریب آ کر بیٹھ گئے تو حضرت نیک عالم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہاتھوں سے اپنی دونوں آنکھیں کھولیں اور بھائی رکن عالم شاہ کی طرف دیکھا اور پھر آنکھیں بند کر لیں ۔ اور رکن عالم شاہ اُٹھ کر چلے گئے اور حضرت نیک عالم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا۔

زاں بعد رکن عالم شاہ کی یہ حالت ہو گئی کہ نہ کتے رہے نہ شکار نہ وہ عقیدہ رہا بلکہ سنی صحیح العقیدہ ہو گئے۔

زاں بعد مریدین نے شاہ رکن عالم کی طرف رجوع کرنا شروع کر دیا ان کے ہاتھ پاؤں چومتے اور ان کے ساتھ پیروں کا سا سلوک شروع ہو گیا۔

زاں بعد حضرت شاہ رکن عالم نے سوچا کہ میرے اندر تو کچھ بھی نہیں اور میرے بھائی بزرگوار کے مرید میری دست بوسی کرتے ہیں لہٰذا مجھے کہیں سے فقیری حاصل کرنی چاہیے۔ بدیں وجہ وہ بہت سے درباروں پر گئے آخر کار جب اعوان شریف میں حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قصہ بیان کیا تو حضرت قاضی صاحب نے دو تین بار سر سے پاؤں کی طرف دیکھا اور فرمایا شاہ صاحب آپ کو آپ کے بھائی صاحب جو کنڈا چوہب گئے ہیں (یعنی آنکھیں مبارک کھول کر آپ کو دیکھا ہے) وہی کافی ہے۔ لہٰذا اب کہیں بھاگنے دوڑنے کی ضرورت نہیں بلکہ آپ بھائی صاحب کی ڈھیری (قبر مبارک) پر بیٹھے رہیں۔ اور لوگوں کو اللہ اللہ سکھائیں۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

زاں بعد حضرت رکن عالم شاہ صاحب کے حجرے میں بیٹھ گئے اور لوگوں کو بیعت کر کے اللہ اللہ سکھانا شروع کر دیا۔

پھر میرے (ابوسعید غفرلہٗ) کے شیخ مکرم سرکار کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن واقعہ بیان کیا کہ میں ایک دفعہ ایک ساتھی کے ساتھ گوہڑہ سیداں گیا وہاں حضرت رکن عالم شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ملاقات ہوئی ۔سردی کا موسم تھا ہم نے دیکھا کہ سامنے انگیٹھی جل رہی ہے اور شاہ رکن عالم رحمۃ اللہ علیہ سامنے دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں کے گرد باندھے بیٹھے تھے اور انگلیاں سوجی ہوئی تھیں یعنی اگزیما کا عارضہ تھا میں نے عرض کیا حضور اگر اجازت ہو تو کوئی دوائی لے آئیں یہ سن کر فرمایا دوائی کی ضرورت نہیں بس اللہ تعالیٰ کرم کر دے گا پھر میں نے عرض کیا حضور ہمارے گھر تشریف لے چلیں تو فرمایا پرسوں گھوڑی لے کر آجائیں میں ساتھ چلوں گا۔اور جب ہم تیسرے دن گھوڑی لے کر حاضر ہوئے اور حضرت موصوف کو سوار کر کے چل پڑے۔ میں گھوڑی کی لگام تھامے آگے آگے تھا اور جب حضرت موصوف کو گھر لائے تو میں نے اپنے کمرہ میں حضرت کو ٹھہرایا اور بستر چارپائی پر بچھا کر دروازہ بند کر کے خود دروازہ کے باہر بیٹھ گیا۔تو میں نے سنا کہ وہ

ساری رات روتے رہے۔

اندازہ کیا جائے کہ کہاں وہ وقت کہ نہ نماز نہ روزہ بلکہ صرف کتوں کے ساتھ شکار کھیل کر وقت گزارنے والا اب ساری رات دربار الٰہی میں رورو کر گزار دیتا ہے۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی　　بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

اللھم وفقنا لما تحب وترضی بجاہ حبیبک المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ الی یوم الدین.

## واقعہ ۳

ہمارے مدرسہ دارالعلوم امینیہ رضویہ محمد پورہ فیصل آباد میں کچھ طالب علم آزاد کشمیر کے پڑھتے رہے۔ان میں سے بعض نے واقعہ بیان کیا کہ کوٹلی آزاد کشمیر میں ایک شخص بنام ملک محمود جو کہ مرزائیوں قادیانیوں کا ہیڈ یعنی سرغنہ تھا وہ ایک دن کسی کام کے لئے ہمارے حضرت صاحب خواجہ خواجگان خواجہ محمد صادق صاحب

رحمۃ اللہ علیہ آف گلہار شریف آیا۔ ہمارے حضرت صاحب اندر اپنے کمرہ میں تشریف فرما تھے اور وہ ملک محمود اندر چلا گیا حضرت صاحب نے اس کی طرف دیکھا وہ اپنی بات کر کے باہر آ گیا۔ پھر وہ دوسرے دن آیا تو مرزائیت سے تائب ہو کر سچا مسلمان بن گیا اور ہمارے حضرت صاحب کے ہاتھ پر بیعت بھی ہو گیا۔

پھر کچھ دنوں بعد میں (فقیر ابو سعید غفرلہٗ) کوٹلی شریف حاضر ہوا ایک دن نماز عصر کے بعد میں اپنے کمرہ میں بیٹھا تھا کہ اندر سے قبلہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام آیا کہ فلاں کالونی کی مسجد دیکھ آؤ میں سیڑھیوں سے نیچے اترا اور روڈ پر چلنے لگا تو ساتھ والے طالب علم نے کہا یہ گاڑی کھڑی ہے اس پر بیٹھو۔ میں گاڑی میں بیٹھ گیا تو اس طالب علم نے جو کہ میرے ساتھ تھا بتایا کہ یہ گاڑی والا ہی ملک محمود ہے جو کہ پہلے مرزائیوں، قادیانیوں کا ہیڈ تھا میں اسے دیکھ کر خوش ہوا اور اس ملک محمود سے پوچھا ملک صاحب آپ کے سُنی مسلمان ہونے کا کیا واقعہ ہے۔ اس نے بتایا کہ میں ایک دن یہاں

حضرت صاحب کے ہاں ایک عرض کرنے کے لئے آیا میں نے احباب سے پوچھا کہ حضرت صاحب کہاں ہیں مجھے بتایا گیا کہ حضرت صاحب اندر اپنے کمرہ میں تشریف فرما ہیں۔ میں اندر چلا گیا اور اپنی بات عرض کی۔ حضرت صاحب نے میری طرف دیکھا۔ میں باہر نکلا تو میرے دل کی کیفیت ہی بدلی ہوئی تھی پھر میں دوسرے دن حاضر ہوا اور مرزائیت سے سچی توبہ کی اور حضرت صاحب کے ہاتھ پر بیعت ہو گیا۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی   بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

پھر میں (ابوسعید غفرلہ') کچھ عرصہ کے بعد دوبارہ کوٹلی شریف حاضر ہوا تو ایک دن مجھے فرمان جاری ہوا کہ خضری مسجد جو کہ دریائے پونچھ کے کنارے پنڈی روڈ پر واقع ہے وہاں جاؤ میں وہاں پہنچ گیا اور جب عصر کے وقت واپس آنے لگا اور روڈ پر بس کے انتظار میں کھڑا تھا کہ یکا یک ایک کار میرے قریب آ کر رک گئی میں نے دیکھا کہ وہی ملک محمود صاحب گاڑی چلا رہے ہیں اور مجھ سے کہا

بیٹھ جائیں اور گلہار شریف چلیں میں بیٹھ گیا تو ملک محمود صاحب نے بتایا کہ میرا کاروبار ٹھیکیداری کا ہے میں اسی سلسلہ میں لندن گیا۔ اور واپسی پر خیال آیا کہ حضرت صاحب کی کئی مسجدیں زیر تعمیر ہیں تو میں نے احباب سے چندہ اکٹھا کیا اور ساتھ لے آیا اور جب حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کیا تو فرمایا لندن میں بھی کئی مسجدیں زیر تعمیر ہیں یہ چندہ وہیں دے آنا تھا۔لیکن آپ لے آئے ہیں لہٰذا یہ پیسے فلاں فلاں مسجد میں بھیج دو اور آپ نے اس میں سے ایک روپیہ بھی نہ لیا۔ **اللھم افض علینا من فیوضاتھم وبرکاتھم فی الدارین.**

## واقعہ ۴

میرے پیرومرشد سرکار کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد ماجد حضرت خواجہ قاضی سلطان احمد رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ سنایا کہ ایک بار سردیوں کے موسم میں آپ موضع امب تشریف لے گئے وہاں ایک

زمیندار محمد یعقوب نامی تھا جو کہ نہایت کرخت طبیعت اور سخت گیر تھا وہ نماز، روزہ کچھ بھی نہیں کرتا تھا اگر اس کی بیوی اسے نماز کا کہتی تو وہ جواب میں کہتا میرے حصہ کی نماز تو ہی پڑھ لیا کر مجھ سے نہیں پڑھی جاتی۔

وہ سائیں یعقوب ایک دن فجر کے وقت اپنی زمین میں گیا تو دیکھا کہ پھلائی کا درخت کسی نے کاٹ لیا ہے۔ یہ دیکھ کر وہ آگ بگولا ہو گیا اور درخت تلاش کرتے کرتے مسجد میں پہنچ گیا اور دیکھا کہ کچھ لوگ سر جھکائے بیٹھے ہیں اور درمیان میں قبلہ عالم بیٹھے ہیں یہ دیکھ کر سائیں یعقوب کو غصہ آگیا اور بولا بزرگو آپ ان لوگوں کو یہی درس دیتے ہیں کہ چوریاں کرو اور درخت کاٹ لیا کرو۔ یہ سن کر حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا سنگیا ہم ایسا سبق نہیں دیتے اور اگر کوئی غلط کام کرے تو وہ اس کی ذمہ داری ہے۔ پھر فرمایا تلاش کرو کہیں سے وہ درخت مل جائے گا اور اس سائیں یعقوب کی طرف نگاہ بھر کر دیکھا اور وہ چلا گیا وہ جا رہا تھا کہ راستہ میں پاؤں کسی چیز کے ساتھ ٹکرایا غور سے دیکھا تو وہی درخت کسی نے کاٹ کر دبایا ہوا تھا

اسے نکال لیا۔

پھر دوسرے دن وہ فجر کی نماز کے بعد آیا اور مسجد میں ظہر تک بیٹھا رہا جب ظہر کی اذان ہوئی تو وہ اُٹھ کر چلا گیا۔ تیسرے دن پھر وہ فجر کے بعد آیا اور ظہر تک بیٹھا رہا پھر جب اذان ہوئی تو وہ اُٹھ کر چلا گیا۔ اور گھر جا کر بیوی سے کہا میرے کپڑے دھو دو۔ کیونکہ میں مسجد میں بزرگوں کی خدمت میں بیٹھا رہتا ہوں اور جب اذان ہوتی ہے تو میں اُٹھ کر آجاتا ہوں اور مجھے شرم آتی ہے۔ یہ سن کر بیوی بڑی خوش ہوئی اور اس کے کپڑے دھو دیئے پھر وہ چوتھے دن گیا تو فجر سے ظہر تک بیٹھا رہا اور جب اذان ہوئی تو اس نے باجماعت نماز پڑھی پھر وہ پکا نمازی بن گیا۔

نگاہِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

پھر وہ حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ مبارک پر بیعت ہو گیا۔ تو آپ نے اسے درود شریف پڑھنے کا فرمایا پھر وہ ایسا درود شریف کا عاشق بن گیا آخر وقت تک وہ درود شریف پڑھتا رہا۔ حتیٰ کہ جب

اس کی جان نکلی تو تسبیح اس کے ہاتھ میں تھی اور سینے پر رکھ کر پڑھ رہا تھا اور جب جان نکلی تو پہلے دائیاں ہاتھ نیچے آیا پھر بائیاں اور وہ دربار الٰہی میں پہنچ گیا۔

گر تو سنگ وصخرہ ومرمر شوی     چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی

اللهم افض علینا من فیوضاتهم وبرکاتهم آمین

## واقعہ ۵

حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ للیانی گئے اور ایک مرید کے ہاں ٹھہرے اس مرید کا بیٹا گھڑی ساز تھا باپ اس کو نماز کے متعلق کہتا رہتا لیکن وہ نماز نہیں پڑھتا تھا۔ وہ مرید اپنے بیٹے کو لے کر حضور میاں صاحب شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یہ میرا بیٹا نماز نہیں پڑھتا اس کو سمجھاؤ۔ آپ نے اسے سامنے بٹھایا اور پوچھا کہ بیٹا تو نماز کیوں نہیں پڑھتا اس نے کہا آپ کے سامنے غلط بیانی نہیں کرسکتا بس نماز پڑھنے کو دل ہی نہیں چاہتا

یہ سن کر حضرت شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے دل پر انگلی رکھ کر فرمایا ''دِلا نماز پڑھا کر''۔

پھر کہاں گئی گھڑی سازی پھر تو ساری ساری رات نماز پڑھتے ہی گزار دیتا۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

اللھم افض علینا من فیوضاتھم و برکاتھم آمین

## واقعہ ۶

ایک دن شیر ربانی میاں شیر محمد صاحب شرقپوری ریل گاڑی پر کہیں جارہے تھے اور جب پلیٹ فارم پر اترے اور چلنے لگے تو دیکھا کہ ایک سکھ نوجوان جارہا ہے۔ اس کی داڑھی آپ کو پیاری لگی۔ آپ نے تیز تیز چلنا شروع کر دیا اور اس سکھ نوجوان کی داڑھی پر ہاتھ پھیر کر فرمایا یہ پیاری پیاری داڑھی جنتی داڑھی ہے۔ یہ فرما کر آگے چلے گئے لیکن سکھ نوجوان کے دل میں کھلبلی مچ گئی اور تلاش کرنا شروع کر دیا

کہ وہ بابا جی کہاں گئے آخر کار؟ کوشش کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا کے مطابق اس سکھ نے آپ کو تلاش کر ہی لیا کہ کسی عقیدت مند کی بیٹھک میں تشریف فرما ہیں وہ سکھ تھوڑی دیر سامنے کھڑا رہا پھر آگے بڑھا اور عرض کیا حضور مجھے کلمہ شریف پڑھا کر مسلمان کیجئے آپ نے اسے کلمہ شریف پڑھا کر مسلمان بنا دیا۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی     بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

اللھم افض علینا من فیوضاتھم و برکاتھم الی یوم الدین .

## واقعہ ۷

شرقپور شریف سے ایک ماہنامہ رسالہ نکلتا ہے اس میں واقعہ پڑھا کہ گوجرانوالہ میں دو بھائی تھے بڑا بھائی نیک نمازی تھا مگر چھوٹا بدمعاش قسم کا تھا۔ کسی کی بکری چرالی، کسی کی مرغی، یوں کرتے کرتے ایک دن بڑے بھائی نے اس کو ڈانٹا اس کی سخت سرزنش کی تو وہ چھوٹا بھائی بددل ہو کر گھر سے نکل پڑا اور لاہور کی طرف روانہ ہو گیا۔ جب وہ لاہور کے قریب پہنچا تو اسے ایک آدمی نے کہا ہم تجھے جانتے ہیں

ہم بھی تیری طرح کے ہیں۔آ ہمارے ساتھ مل جا اور مل کر ڈاکے ،چوریاں کریں گے اور عیش کریں گے ۔وہ نوجوان بھی خوش ہو گیا اور اس کے ساتھ چل پڑا اور ایک جگہ اکٹھے رہنے لگے۔

ایک دن وہ سارے چور ڈاکو اکٹھے بیٹھ گئے اور بات شروع ہو گئی کہ سنا ہے میاں شیر محمد شرقپوری کے ہاں کافی دولت ہے کوئی سراغ لگائے کہ وہ دولت کہاں ہے پھر ہم چوری کر کے عیش کریں گے۔ یہ سن کر وہ گوجرانوالہ کا نوجوان بولا میں جاتا ہوں اور پتہ کر کے آتا ہوں وہ شرقپور شریف پہنچ کر آپ کی مسجد میں چلا گیا سرکار میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی جگہ بیٹھے تھے اور خدام سے فرما رہے ہیں اب فلاں کو بلاؤ اب فلاں کو بلاؤ اسی دوران خادم سے فرمایا ایک شخص فلاں نام کا لاہور سے آیا ہے اسے بلاؤ جب وہ اندر گیا تو سرکار میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی طرف نگاہ بھر کر دیکھا اور پھر فرمایا آبیلیا! تو جس کام کے لئے آیا ہے وہ کر۔ دیکھ کہاں دولت رکھی ہے یہ سنتے ہی اس کی حالت بدل گئی اور قدموں میں گر گیا اور سچی

توبہ کرکے آپ کا ہی ہو گیا۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی　　بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

## واقعہ ۸

علی پور سیداں میں دو بزرگ ہوئے ہیں۔

(۱) حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث

(۲) حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب ثانی لاثانی

انگریز کا دور تھا کسی بات پر مرزائیوں قادیانیوں نے بڑے حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب کے بڑے صاحبزادے سید محمد حسین پر مقدمہ کر دیا۔ وہ مقدمہ چلتا رہا تاریخیں پڑتی رہیں پھر جب فیصلہ کی تاریخ کا اعلان ہوا کہ فلاں تاریخ کو فیصلہ سنایا جائے گا۔ لیکن ڈر تھا کہ کوئی بڑی سزا سنائی جائے گی۔ پھر جب تاریخ فیصلہ کا دن آیا تو حضرت پیر جماعت علی شاہ ثانی لا ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرید کو فرمایا کہ مجھے بھی عدالت لے چل وہ مرید حضرت صاحب

ثانی لا ثانی کو لے کر صبح صبح کچہریوں میں چلا گیا۔آپ نے فرمایا بھلا مجھے دکھاؤ کہ فیصلہ کس نے کرنا ہے۔وہ مرید آپ کو کمرۂ عدالت کے کمرہ کے سامنے لے کر گیا تو دیکھا کہ ایک انگریز جج بیٹھا ہوا ہے۔ اس مرید نے عرض کیا حضور فیصلہ اس جج نے کرنا ہے ۔ حضرت صاحب ثانی لا ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس جج کی طرف آنکھ بھر کر دیکھا پھر اس مرید سے فرمایا چلو چلیں باہر آ کر ایک درخت کے نیچے مرید نے کپڑا اچھا دیا اور حضرت صاحب اس پر بیٹھ گئے ۔اور جب عدالتی کاروائی شروع ہوئی تو جج نے پیر محمد حسین شاہ صاحب کو بری کر دیا اور جب یہ خبر حضرت ثانی لا ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا ارے فیصلے تو اوپر سے ہوتے ہیں جج بے چارے نے کیا کرنا ہے۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی  بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

## واقعہ ۹

گجرات سے جہلم کی طرف جائیں تو سرائے عالمگیر سے اس

طرف ایک اسٹیشن ہے۔اس کے مشرق کی جانب اندازاً ایک میل کے فاصلے پر ایک گاؤں ہے بنام باولی شریف۔وہاں ایک بزرگ ہوئے ہیں ان کے دو صاحبزادے تھے جو کہ صاحب اولاد تھے پھر بڑے بھائی صاحب کا وصال ہو گیا تو ان کے نوعمر بیٹے کو اس کے چچا جان نے اپنی کفالت میں لے لیا اور مریدین اس بچے کو کاکا جی کے لقب سے پکارتے۔ایک بار اس کاکا جی نے کسی مرید سے کہا کہ میں نے ریل گاڑی دیکھنی ہے۔اس مرید نے کاکا جی کے چچا جان سے عرض کیا کہ کاکا جی کہتے ہیں کہ میں نے ریل گاڑی دیکھنی ہے آپ نے فرمایا لے جاؤ اور دکھلاؤ۔اس پر چند ایک مرید اکٹھے ہو گئے اور کاکا جی کو کندھوں پر اُٹھا لیا اور اسٹیشن پر لے گئے۔اسٹیشن ماسٹر دیکھ کر بہت خوش ہوا اور اس نے لائن کے کنارے چارپائی بچھوا دی اور اس پر چادر بچھا کر کاکا جی سے کہنے لگا آپ اس پر بیٹھیں۔ابھی تھوڑی دیر میں راولپنڈی کی طرف سے گاڑی آنے والی ہے۔وہ آپ کو دکھائیں گے اور جب ریل گاڑی آکر اسٹیشن پر رُکی تو کچھ سواریاں

اُتریں۔ دیکھا کہ چار پانچ آدمی ایک نوجوان کو رسی سے باندھے ہوئے اترے۔ اسے دیکھ کر کاکاجی نے پوچھا اسے کیوں باندھا ہوا ہے۔لوگوں نے بتایا کہ اسے باؤلے کتے نے کاٹ لیا ہے جس کی وجہ سے یہ بھی باؤلا ہو گیا ہے اب اسے فلاں جگہ ایک دم کرنے والا ہے اس کے پاس لے جارہے ہیں ۔یہ سن کر کاکاجی نے فرمایا اسے چھوڑ دو (میرے رب نے اس نوں ول کردتا اے )یعنی اللہ تعالیٰ نے اسے درست کردیا ہے ۔بس اتنا فرمانا تھا کہ وہ باؤلا آدمی بالکل ٹھیک ہو گیا۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

﴿نوٹ﴾ اس واقعہ کو اگر یوں لیں کہ کاکاجی کی زبان پاک کی تاثیر تھی پھر بھی کرامت ثابت ہے۔اور اگر یوں کہیں کہ ان کی نظر مبارک کی تاثیر تھی یہ بھی کرامت ثابت ہے۔

اور یہ ایک نابالغ بچے کی کرامت ہے۔

والحمد لله رب العالمين .

## واقعہ ۱۰

جب پاک و ہند کی تقسیم ہوئی تو بہت سارے ہندو وسکھ پاکستان سے بھارت چلے گئے اور بہت سارے مسلمان بھارت سے ہجرت کر کے پاکستان آئے۔

ان میں ایک بابا ابراہیم صاحب جالندھر سے ہجرت کر کے لائل پور (فیصل آباد) آگئے اور جامعہ رضویہ کے مشرق کی جانب ایک خالی مکان میں رہائش پذیر ہو گئے۔ اور جب میں دارالافتاء میں طلبہ کو اسباق پڑھا کر فارغ ہوتا تو بابا ابراہیم صاحب میرے پاس آجاتے اور میٹھی میٹھی گفتگو چلتی رہتی۔ ایک دن میں نے ان سے سوال کیا کہ آپ کی بیعت کہاں ہے۔ تو بابا ابراہیم صاحب نے فرمایا میری بیعت حکیم فضل محمد صاحب جالندھری کے ساتھ ہے پھر انہوں نے تفصیل کے ساتھ واقعہ سنایا کہ ہمارے پیر صاحب حکیم فضل محمد جالندھری فاضل دیوبند تھے اور ساتھ ہی طب کی بھی سند حاصل کی ہوئی تھی۔ اور انہوں نے جالندھر میں مطب یعنی حکمت کی دوکان بنالی۔

اور جب اجمیر شریف میں حضور خواجہ غریب نواز کے عرس مبارک کا موقعہ آتا تو لوگ عرس پر حاضری کے لئے تیار ہوتے اور حکیم فضل محمد صاحب کو بھی ساتھ چلنے کے لئے کہتے تو حکیم صاحب جواب

میں کہتے وہاں کیا رکھا ہے شرک اور بدعتیں ہی تو ہوتی ہیں۔

ایک سال جب احباب عرس مبارک کے لئے تیار ہوئے اور حکیم صاحب سے پوچھا کیا آپ بھی چلیں گے تو حکیم صاحب نے کہا چلو چلتے ہیں اور دیکھتے ہیں وہاں کیا ہوتا ہے۔

قافلہ روانہ ہوا جالندھر کے اسٹیشن پر گئے وہاں سے ٹکٹ لئے تو حکیم صاحب وہی تھے پھر گاڑی پر سوار ہوئے تو وہی تھے اور جب اجمیر شریف پہنچے تو حکیم صاحب وہی تھے۔ پھر جب حضور خواجہ خواجگان کی مسجد میں پہنچے تو حکیم صاحب وہی تھے پھر جب سوئے اور آدھی رات ہوئی تو دل میں آہٹ سنائی دی اٹھے تو طبیعت بدلی ہوئی تھی اب حکیم صاحب وہ نہیں تھے جو اس سے پہلے تھے پھر واپس آئے کسی اللہ والے کے ہاتھ پر بیعت ہوئے پھر خود پیر بنے۔ پھر وہی امور جن کو حکیم صاحب شرک اور بدعت کہا کرتے تھے مثلاً گیارہویں شریف، عرس مبارک، میلاد شریف اب حکیم صاحب انہیں امور کو بڑے ذوق وشوق سے کرتے۔ میلاد شریف کے مہینے میں تین دن جلسہ کرتے دس، گیارہ، بارہ ربیع الاول کو دور دور سے علماء کرام اور نعت خواں بلاتے اور بارہویں رات سحری کے وقت کھڑے ہو کر بمع احباب صلوٰۃ وسلام پڑھتے۔

پھر نماز فجر کے بعد جلوس نکالتے جوکہ گھوڑوں اور بگھیوں پر مشتمل ہوتا اور پورے جالندھر شہر کا گشت کرتے۔

اور بابا ابراہیم نے کہا کہ میں ان حکیم صاحب کا مرید ہوں۔

## نیز واقعہ سنایا

کہ حضرت حکیم فضل محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید تھا بابا شیر محمد جوکہ بالکل سیدھا سادھا تھا۔ایک سال جبکہ سحری کے وقت سارے کھڑے ہوکر صلاۃ وسلام پڑھ رہے تھے بابا شیر محمد مذکور نے ڈیوڑھی کی طرف ٹکٹکی لگا کر دیکھنا شروع کردیا۔

﴿نوٹ﴾ حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد کی ڈیوڑھی پر تین گنبد بنے ہوئے تھے۔

پھر جب جلوس نکلا اور عصر کے وقت مسجد میں آئے تو بابا شیر محمد بولا حضرت جی کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تھی حضرت حکیم صاحب نے پوچھا بابا کیا تو نے زیارت کی تھی بابا شیر محمد بولا جب ہم صلاۃ وسلام پڑھ رہے تھے میں نے دیکھا کہ ڈیوڑھی پر گنبد میں تخت بچھا ہوا تھا اور اس پر اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ تشریف فرما تھے اور ارد گرد

صحابہ کرام بھی موجود تھے وہ ہمارا سلام سن رہے تھے یہ سن کر حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا باباتو نے زیارت کر لی گویا سب نے زیارت کر لی۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

﴿تنبیہ﴾ اس واقعہ سے ہمیں ایک سبق ملا کہ اولیاء کرام جن کے بارے کچھ لوگ کہہ دیتے ہیں کہ وہ مر گئے ہیں۔اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ اولیاء کرام زندہ ہیں اور وہ نظر کرم کر دیں تو حقیقت ہی بدل جاتی ہے جیسے کہ خواجہ خواجگان خواجہ اجمیری قدس سرہ' نے حکیم فضل محمد جالندھری غلط عقیدہ والے کو ولی بنا دیا نیز حبیب خدا سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جہاں چاہیں جب چاہیں جلوہ گر ہو جائیں کوئی روک نہیں سکتا۔

اللهم افض علینا من فیوضاتهم و بر کاتهم العالية

## واقعہ ۱۱

چند سال ہوئے اخبار میں واقعہ شائع ہوا تھا کہ ہوشیار پور کے قبرستان میں ایک اللہ والی خاتون رہائش پذیر تھی جو کہ مائی مستانی کے لقب سے مشہور تھی۔

پھر وہاں ہوشیار پور میں ایک گھر شادی کا پروگرام تھا۔ان لوگوں نے

طوائف کا تماشہ کرانے کا منصوبہ بنایا۔ وہاں دریا کے دوسرے کنارے ایک گاؤں میں ایک طائفہ (کنجری) رہتی تھی۔ وہ شادی گھر والے اس کے ہاں گئے اور اپنا پروگرام بتایا پھر اس طائفہ کے ساتھ فیس (اجرت) طے کی اور وہ طائفہ میک اَپ کر کے ان مردوں کے ساتھ چل پڑی۔ دریا پر پہنچے تو کشتی پر سوار ہو کر دریا عبور کیا اور جب دریا کے دوسرے کنارے پہنچے تو وہاں قریب ہی وہ قبرستان تھا جس میں وہ مائی مستانی رہتی تھی۔ اس مائی مستانی کی اس طائفہ پر نظر پڑی تو اس کی زبان سے یہ جملہ صادر ہوا کہ یہ تو طائفہ ہی دِکھے ہے۔ بس اس مستانی اللہ والی کی ایسی نظر کرم ہوئی کہ وہ طائفہ بجائے ان مردوں کے ساتھ جانے کے اس مائی مستانی کے قدموں میں آ گری اور سچی توبہ کر کے وہ بھی اللہ والی بن گئی اور وہ بھی اسی مائی مستانی کے ساتھ وہیں قیام پذیر ہو گئی۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

محتاج دعاء: **ابوسعید غفرلہٗ**

محمد پورہ فیصل آباد ۱۵۔رمضان المبارک ۱۴۳۲ھ ء

# اعلان

**مندرجہ ذیل کتب:** بی،سی ٹاور سے حاصل کریں اور پڑھ کر اپنا ایمان مضبوط کریں۔

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| آب کوثر | جمالِ مصطفیٰ ﷺ | بے ادبی کا وبال | عشقِ مصطفیٰ ﷺ | نظر بد | دو جہاں کی نعمتیں |
| عذاب الٰہی کے محرکات | مستقبل | شفاعت | اُمت کی خیر خواہی | صراطِ مستقیم | |
| اسلام میں شراب کی حیثیت | فیضانِ نظر | عظمت نام مصطفیٰ ﷺ | عورت کا مقام | سنت مصطفیٰ ﷺ | |
| حقوق العباد | شیطان کے ہتھکنڈے | انتباہ | میلاد سید المرسلین ﷺ | شانِ محبوبی کے پھول | |

## درود پاک پریشانیوں کا علاج اور بخشش کا بہترین ذریعہ ہے

حضرت سیدنا ابیؓ ابن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اگر میں اپنے ذکر و اذکار اور دعاء کا سارا وقت درود پاک پڑھنے میں ہی گزاروں تو کیسا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اگر تو ایسا کرلے تو تیرے سارے کام سنور جائیں گے۔اور تیرے سب گناہ بخش دیئے جائیں گے۔" (رواہ الترمذی)

دکھوں مصیبتوں اور پریشانیوں سے نجات اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فروغ کے لیے درود پاک کی کثرت کیجئے اور 12 ربیع الاول کی سہانی صبح اپنے کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں درود پاک کا گلدستہ پیش کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ درود پاک پڑھ کر ہمارے پاس جمع کروائیں۔

درود پاک جمع کروانے کے لیئے اس نمبر پر **SMS** کریں **0324-9101192**

یا ہماری ویب سائٹ کے ذریعے **Online** جمع کروائیے **www.tablighulislam.com**

ISBN 978-969-7562-33-6
9 789697 562336 >

ناشر
تحریک تبلیغ الاسلام (انٹرنیشنل)
سیکنڈ فلور بی،سی ٹاور 54 جناح کالونی فیصل آباد
فون: +92-41-2602292 www.tablighulislam.com

البغداد پرنٹرز مصطفیٰ آباد سرگودھا روڈ فیصل آباد
041-8788807